

غلام مصطفیٰ ظہیر

نماز فجر وعصر کے بعد مصافحہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَاتَّمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي

وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾ (المائدة 5: 3)

”آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت

پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔“

یہ عظیم المرتبت آیت کریمہ حجتہ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی۔ اس میں دین اسلام کے کامل و تمام ہونے کا مژدہ جاں فزا سنایا گیا ہے۔ اس دن کے بعد دین اسلام میں کوئی بھی اضافہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں، بلکہ ایسا کربنا بدعت ہے۔

بعض لوگ زبانِ قال سے تو تکمیل دین کے اقراری ہیں، لیکن زبانِ حال سے یہی باور کراتے ہیں کہ دین مکمل نہیں ہے، اسی لیے وہ دین محمدی میں اضافے کرتے رہتے ہیں۔ وہ کبھی تو قرآن و حدیث کا من پسند مفہوم متعین کر کے اپنے بدعتی مذہب کو سہارا دیتے ہیں، کبھی بدعات کو ”حسنہ“ کا نام دے کر سندِ جواز فراہم کرتے ہیں، کبھی یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ ہماری بدعات قرآن و حدیث کی کسی دلیل کے خلاف نہیں اور کبھی یہ رٹ لگا رہے ہوتے ہیں کہ اگر ہماری ایجاد کردہ بدعت شریعت سے ثابت نہیں، تو اس کے خلاف بھی نہیں۔ یوں وہ اپنے دامن کو بدعات و مکروہات سے لبریز کر لیتے ہیں۔

ایسے ہی لوگوں کے بارے میں امام حرّین، فقیہ مدینہ، مالک بن انس رحمہ اللہ (93-179ھ)

فرماتے ہیں:

مَنْ أَحْدَثَ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ الْيَوْمَ شَيْئًا لَمْ يَكُنْ عَلَيْهِ سَلَفُهَا؛ فَقَدْ زَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَانَ الرِّسَالَةَ، لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَقُولُ ﴿---الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا---﴾ (المائدة 5: 3)، فَمَا لَمْ يَكُنْ يَوْمَئِذٍ دِينًا؛ لَا يَكُونُ الْيَوْمَ دِينًا.

”امت محمدیہ میں سے جو شخص آج کے دن کوئی نیا کام ایجاد کرے، جس پر اس امت کے اسلاف نے عمل نہیں کیا، تو اس نے یہ سمجھ لیا کہ (معاذ اللہ!) رسول اکرم ﷺ نے رسالت میں خیانت سے کام لیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے: ﴿---الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا---﴾ (المائدة 5: 3) (آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔) جو چیز اُس دن دین نہیں تھی، وہ آج بھی دین نہیں بن سکتی۔“

(الإحكام في أصول الأحكام لابن حزم: 85/6، وسنده حسن)

علامہ، ابراہیم بن موسیٰ، شاطبی رحمہ اللہ (م: 790ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُبْتَدِعَ مُعَانِدٌ لِلشَّرِّعِ وَمُشَاقٌّ لَهُ؛ لِأَنَّ الشَّارِعَ قَدْ عَيَّنَ لِمَطَالِبِ الْعَبْدِ طُرُقًا خَاصَّةً، عَلَى وُجُوهِ خَاصَّةٍ، وَقَصَرَ الْخَلْقَ عَلَيْهَا بِالْأَمْرِ وَالنَّهْيِ، وَالْوَعْدِ وَالْوَعِيدِ، وَأَخْبَرَ أَنَّ الْخَيْرَ فِيهَا، وَأَنَّ الشَّرَّ فِي تَعَدِّيْهَا، إِلَى غَيْرِهَا؛ لِأَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ،

وَنَحْنُ لَا نَعْلَمُ، وَأَنَّهُ إِنَّمَا أَرْسَلَ الرَّسُولَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ، فَالْمُبْتَدِعُ رَادٌّ لِهَذَا كُلِّهِ، فَإِنَّهُ يَزْعُمُ أَنَّ تَمَّ طُرُقًا أُخَرَ، لَيْسَ مَا حَصَرَهُ الشَّارِعُ بِمَحْصُورٍ، وَلَا مَا عَيْنَهُ بِمُتَعَيِّنٍ، وَأَنَّ الشَّارِعَ يَعْلَمُ وَنَحْنُ أَيْضًا نَعْلَمُ، بَلْ رَبَّمَا يَفْهَمُ مِنِ اسْتِدْرَاكِهِ الطُّرُقَ عَلَى الشَّارِعِ، أَنَّهُ عَلِمَ مَا لَمْ يَعْلَمْهُ الشَّارِعُ، وَهَذَا إِنْ كَانَ مَقْصُودًا لِّلْمُبْتَدِعِ، فَهُوَ كُفْرٌ بِالشَّرِيعَةِ وَالشَّارِعِ، وَإِنْ كَانَ غَيْرَ مَقْصُودٍ، فَهُوَ ضَلَالٌ مُّبِينٌ.

”بدعتی شخص شریعت کا معاند و مخالف ہوتا ہے، کیونکہ شارع نے بندوں کے مفاد میں (عبادات کے) کچھ خاص طریقے اور خاص انداز مقرر کیے ہیں۔ پھر امر و نہی اور وعد و وعید کے ذریعے مخلوق کو ان کا پابند بنایا اور یہ بتا دیا کہ ساری کی ساری بھلائی انہی طریقوں میں ہے، جبکہ ساری خرابی ان طریقوں سے تجاوز کرنے میں ہے، کیونکہ اللہ ہی جانتا ہے، ہم نہیں جانتے، نیز اس نے رسول اکرم ﷺ کو اس لیے بھیجا ہے کہ ان کے ذریعے وہ جہانوں پر رحمت کرے۔ لیکن بدعتی لوگ ان ساری باتوں کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہ سمجھتے ہیں کہ عبادت کے کچھ اور طریقے بھی ہیں، شارع نے کوئی طریقہ خاص و متعین نہیں کیا۔ ان کے خیال میں شارع بھی جانتا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات تو وہ اپنی طرف سے عبادت کے طریقے ایجاد کر کے یہ سمجھ لیتے ہیں کہ وہ جانتے ہیں، شارع نہیں جانتا۔ اگر بدعتی کا یہ اعتقاد ہو، تو شریعت و شارع کے ساتھ کفر ہے اور اگر یہ اعتقاد نہ ہو، تو بھی بدعت ایجاد کرنا

واضح گمراہی ہے۔“ (الاعتصام: 65/1، بتحقیق سلیم الہاللی)

بدعات کے سلسلے کی ایک کڑی نمازِ عصر اور نمازِ فجر کے بعد مصافحہ کرنا ہے۔ اگرچہ مصافحہ سنتِ نبوی اور نیکی کا کام ہے، لیکن اس کو بعض نمازوں کے ساتھ خاص کرنا بدعت ہے۔ نبی اکرم ﷺ، صحابہ کرام اور سلف صالحین سے ایسا قطعاً ثابت نہیں۔ یہ بدعتِ سیئہ اور باطل عمل ہے۔ اگر یہ کارِ خیر ہوتا، تو نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو ضرور اس کی تعلیم دیتے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

«إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِيًّا قَبْلِي؛ إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ يَدُلَّ أُمَّتَهُ عَلَى خَيْرٍ مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ، وَيُنْذِرَهُمْ شَرًّا مَا يَعْلَمُهُ لَهُمْ».

”مجھ سے پہلے جتنے بھی نبی گزرے ہیں، ان پر یہ فرض تھا کہ جس چیز کو اپنی امت کے لیے بہتر جانتے، اس کی طرف ان کی راہ نمائی کرتے اور جس چیز کو ان کے لیے برا جانتے، اس سے انہیں ڈراتے۔“ (صحیح مسلم: 1844)

نبی اکرم ﷺ نے بھی ہر خیر و شر کے بارے میں اپنی امت کو آگاہ فرما دیا ہے، لیکن بدعتی لوگ آپ ﷺ کی طرف سے بتائی گئی نیکی پر اکتفا نہیں کرتے، بلکہ اپنی طرف سے تقربِ الہی کے نئے طریقے ایجاد کرتے ہیں۔

علامہ، عبدالرحمن بن احمد، ابن رجب، حنبلی رحمہ اللہ (736-795ھ) فرماتے ہیں:

فَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَى اللَّهِ بِعَمَلٍ لَمْ يَجْعَلْهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ قُرْبَةً إِلَى اللَّهِ؛ فَعَمَلُهُ بَاطِلٌ مَرْدُودٌ.

”جو شخص کسی ایسے عمل کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کرے، جسے اللہ و رسول نے تقربِ الہی کا ذریعہ نہیں بنایا، تو اس کا یہ عمل

مردود و باطل ہے۔“ (جامع العلوم والحکم: 178/1)

اہل علم نے مخصوص نمازوں کے بعد مصافحہ کرنے کو بدعت ہی قرار دیا ہے۔ علامہ نووی رحمہ اللہ نے اس کے جواز کی طرف رجحان کیا، تو اہل علم نے ان کی اس بات کا سختی سے رد فرمایا، جیسا کہ:

✽ شارح صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (771-852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ النَّوَوِيُّ: وَأَصْلُ الْمُصَافَحَةِ سُنَّةٌ، وَكَوْنُهُمْ حَافِظُوا عَلَيْهَا فِي بَعْضِ الْأَحْوَالِ لَا يُخْرِجُ ذَلِكَ عَنْ أَصْلِ السُّنَّةِ، قُلْتُ: وَلِلنَّظَرِ فِيهِ مَجَالٌ، فَإِنَّ أَصْلَ صَلَاةِ النَّافِلَةِ سُنَّةٌ مُرَغَّبٌ فِيهَا، وَمَعَ ذَلِكَ فَقَدْ كَرِهَ الْمُحَقِّقُونَ تَخْصِيصَ وَقْتٍ بِهَا دُونَ وَقْتٍ، وَمِنْهُمْ مَنْ أَطْلَقَ تَحْرِيمَ مِثْلِ ذَلِكَ، كَصَلَاةِ الرَّغَائِبِ الَّتِي لَا أَصْلَ لَهَا.

”علامہ نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ مصافحہ کی بنیاد سنت پر ہے اور بعض لوگوں کا بعض اوقات میں اس کی پابندی کرنا اس کو سنت سے خارج نہیں کرتا۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ نفل نماز اصل میں سنت سے ثابت اور مؤکدہ ہے، لیکن اس کے باوجود محققین اہل علم نے اسے کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کو مکروہ قرار دیا ہے، بلکہ بعض نے تو ایسی صورت کو حرام بھی قرار دیا ہے۔ اس کی ایک مثال بے اصل نماز ’صلاة الرغائب‘ ہے۔“

(فتح الباری: 11/55)

✽ ملا علی قاری بن سلطان محمد، حنفی، ماتریدی (م: 1014ھ) لکھتے ہیں:

وَلَا يَخْفَى أَنَّ فِي كَلَامِ الْإِمَامِ نَوْعَ تَنَاقُضٍ، لِأَنَّ إِتْيَانَ السُّنَّةِ فِي بَعْضِ الْأَوْقَاتِ لَا يُسَمَّى بِدْعَةً، مَعَ أَنَّ عَمَلَ النَّاسِ فِي الْوَقْتَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ لَيْسَ عَلَى وَجْهِ الْإِسْتِحْبَابِ الْمَشْرُوعِ، فَإِنَّ مَحَلَّ الْمُصَافَحَةِ الْمَشْرُوعَةِ أَوَّلُ الْمُلَاقَاةِ، وَقَدْ يَكُونُ جَمَاعَةٌ يَتَلَقَّوْنَ مِنْ غَيْرِ مُصَافِحَةٍ، وَيَتَصَاحَبُونَ بِالْكَلَامِ وَمُذَاكَرَةِ الْعِلْمِ وَغَيْرِهِ مُدَّةً مَدِيدَةً، ثُمَّ إِذَا صَلَّوْا يَتَصَافَحُونَ، فَأَيْنَ هَذَا مِنَ السُّنَّةِ الْمَشْرُوعَةِ؟ وَلِهَذَا صَرَّحَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا بِأَنَّهَا مَكْرُوهَةٌ حِينَئِذٍ، وَأَنَّهَا مِنَ الْبِدْعِ الْمَذْمُومَةِ، نَعَمْ، لَوْ دَخَلَ أَحَدٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ فِي الصَّلَاةِ، أَوْ عَلَى إِرَادَةِ الشَّرُوعِ فِيهَا، فَبَعْدَ الْفَرَاغِ لَوْ صَافَحَهُمْ، لَكِنْ بِشَرْطِ سَبْقِ السَّلَامِ عَلَى الْمُصَافِحَةِ، فَهَذَا مِنْ جُمْلَةِ الْمُصَافِحَةِ الْمَسْنُونَةِ بِلا شُبْهَةٍ.

”علامہ نووی رحمہ اللہ کے کلام میں واضح طور پر کچھ تناقض ہے۔ کسی سنت پر بعض اوقات عمل کرنا تو بدعت نہیں، نیز مذکورہ دونوں اوقات (فجر و عصر کی نماز کے بعد) میں لوگوں کا مصافحہ کرنا مستحب و مشروع طور پر نہیں ہوتا، لیکن جو مصافحہ شریعت سے ثابت ہے، اس کا محل آغاز ملاقات ہے۔ یہاں ایسا ہوتا ہے کہ لوگ آپس میں بغیر مصافحہ کے ملتے ہیں، بہت دیر تک باہم بات چیت بھی کرتے ہیں اور ان کے مابین علمی مذاکرہ وغیرہ بھی ہوتا ہے، پھر جب وہ نماز

پڑھتے ہیں، تو ایک دوسرے سے مصافحہ کرنے لگتے ہیں۔ اس طرزِ عمل کا مسنون طریقہ سے کیا تعلق ہے؟ اسی لیے ہمارے بعض علماء کرام نے اس صورت میں مصافحہ کو مکروہ اور بدعتِ مذمومہ قرار دیا ہے۔ ہاں، اگر کوئی شخص ایسے وقت میں مسجد کے اندر داخل ہوا، جب لوگوں نے نماز شروع کر رکھی تھی یا وہ نماز شروع کرنے والے تھے، تو نماز سے فارغ ہو کر ان سے مصافحہ کر سکتا ہے، لیکن اس کے لیے بھی شرط یہ ہے کہ پہلے سلام کہے، پھر مصافحہ کرے۔ یہ طریقہ بلاشبہ مسنون مصافحہ ہے۔“ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: 458/8)

نیز اہل علم نے اس مصافحہ کو بدعت قرار دیا ہے، جیسا کہ:

❁ علامہ، عز الدین، عبدالسلام، مقدسی رحمہ اللہ (م: 678ھ) فرماتے ہیں:

الْمُصَافَحَةُ عَقِيبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ مِنَ الْبِدْعِ، إِلَّا الْقَادِمَ لَمْ يَجْتَمِعْ بِمَنْ يُصَافِحُهُ قَبْلَ الصَّلَاةِ؛ فَإِنَّ الْمُصَافَحَةَ مَشْرُوعَةٌ عِنْدَ الْقُدُومِ.

”نماز فجر وعصر کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے۔ سوائے اس شخص کے جو ایسے وقت میں آئے کہ جس سے مصافحہ کر رہا ہے، نماز سے پہلے اس سے مل نہ سکا ہو، کیونکہ آتے وقت مصافحہ کرنا مشروع ہے۔“ (فتاویٰ العزّ عبد السلام، ص: 389)

❁ شیخ الاسلام، ابن تیمیہ رحمہ اللہ (661-728ھ) سے جب پوچھا گیا کہ نماز کے بعد مصافحہ سنت ہے یا نہیں، تو آپ رحمہ اللہ نے یہ جواب دیا:

الْمُصَافَحَةُ عَقِيبَ الصَّلَاةِ لَيْسَتْ مَسْنُونَةً، بَلْ هِيَ بِدْعَةٌ.

”نماز کے بعد مصافحہ مسنون نہیں، بلکہ یہ تو بدعت ہے۔“

(مجموع الفتاویٰ: 339/23)

✽ علامہ ادریس بن بیکدن بن عبد اللہ ترکمانی (م: 800ھ) لکھتے ہیں:
وَأَمَّا الْمُصَافَحَةُ فِي الصَّلَاتَيْنِ؛ بَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبَعْدَ صَلَاةِ
الصُّبْحِ، فَبِدْعَةٌ مِّنَ الْبِدَعِ الَّتِي --- لَا أَصْلَ لَهَا فِي الشَّرْعِ،
وَاخْتَارَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ تَرْكَهَا، لِأَنَّهَا زِيَادَةٌ فِي الدِّينِ .

”عصر و فجر کی دونوں نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا ان بدعات میں سے ہے جن کی -- شریعت میں کوئی دلیل موجود نہیں۔ بعض علماء کرام نے اسے ترک کرنا ہی پسند کیا ہے، کیونکہ یہ دین میں اضافہ ہے۔“

(اللمع في الحوادث والبدع: 1/283)

✽ علامہ محمد بن محمد، ابن الحاج رحمہ اللہ (م: 737ھ) فرماتے ہیں:
وَيَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَمْنَعَ مَا أَحْدَثُوهُ مِنَ الْمُصَافَحَةِ بَعْدَ صَلَاةِ
الصُّبْحِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْجُمُعَةِ، بَلْ زَادَ
بَعْضُهُمْ فِي هَذَا الْوَقْتِ فِعْلَ ذَلِكَ بَعْدَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ،
وَذَلِكَ كُلُّهُ مِنَ الْبِدَعِ، وَمَوْضِعُ الْمُصَافَحَةِ فِي الشَّرْعِ إِنَّمَا
هُوَ عِنْدَ لِقَاءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ، لَا فِي أَذْبَارِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ،
وَذَلِكَ كُلُّهُ مِنَ الْبِدَعِ، فَحَيْثُ وَضَعَهَا الشَّرْعُ نَضَعُهَا، فَيُنْهَى
عَنْ ذَلِكَ، وَيُزَجَّرُ فَاعِلُهُ، لِمَا أَتَى مِنْ خِلَافِ السُّنَّةِ .

”نمازی کو چاہیے کہ وہ نماز فجر و عصر اور جمعہ کے بعد اس مصافحہ سے باز رہے، جسے لوگوں نے دین میں اضافہ کر کے رواج دیا ہے۔ بعض لوگوں نے تو اس میں اور اضافہ کیا اور پانچوں نمازوں کے بعد ایسا کرنے لگے ہیں۔ یہ

سب بدعات ہیں۔ شریعت میں مصافحہ کا وقت مسلمان کا اپنے مسلمان بھائی سے ملنا ہے، نہ کہ پانچوں نمازوں کے بعد۔ اس طرح کے سارے کام بدعت ہیں۔ شریعت نے جس کام کو جیسے رکھا ہے، ہم ویسے ہی رکھیں گے۔ اس کام سے روکا جائے اور ایسا کرنے والے کو ڈانٹا جائے، کیونکہ اس نے خلاف سنت فعل کا ارتکاب کیا ہے۔“ (المدخل: 223/2)

❀ علامہ ابن عابدین، شامی، حنفی (1198-1252ھ) لکھتے ہیں:

تُكْرَهُ الْمُصَافِحَةُ بَعْدَ آدَاءِ الصَّلَاةِ بِكُلِّ حَالٍ، لِأَنَّ الصَّحَابَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مَا صَافَحُوا بَعْدَ آدَاءِ الصَّلَاةِ، وَلِأَنَّهَا مِنْ سُنَنِ الرُّوَاْفِضِ .

”نماز ادا کرنے کے بعد مصافحہ کرنا بہر صورت مکروہ ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کبھی نماز کی ادائیگی کے بعد مصافحہ نہیں کیا، نیز یہ رافضیوں کا طریقہ ہے۔“

(رد المحتار علی الدر المختار، المعروف بہ فتاویٰ شامی: 381/6)

❀ علامہ، عبدالحی، لکھنوی، حنفی (1264-1304ھ) اس کے بدعت ہونے کو یوں بیان کرتے ہیں:

قَدْ شَاعَ فِي عَصْرِنَا هَذَا فِي أَكْثَرِ الْبِلَادِ، وَخُصُوصًا فِي بِلَادِ الدَّكْنِ، الَّتِي هِيَ مَنَبُعُ الْبِدْعِ وَالْفِتَنِ، أَمْرَانِ يَنْبَغِي تَرْكُهُمَا؛ أَحَدُهُمَا أَنَّهُمْ لَا يُسَلِّمُونَ عِنْدَ دُخُولِ الْمَسْجِدِ، وَفَتْ صَلَاةِ الْفَجْرِ، بَلْ يَدْخُلُونَ وَيُصَلُّونَ السُّنَّةَ، ثُمَّ يُصَلُّونَ الْفَرَضَ، وَيُسَلِّمُونَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْهُ، وَمِنْ تَوَابِعِهِ،

وَهَذَا أَمْرٌ قَبِيحٌ، فَإِنَّ السَّلَامَ إِنَّمَا هُوَ سُنَّةٌ عِنْدَ الْمُتْلِقَةِ، كَمَا ثَبَتَ ذَلِكَ فِي الْأَخْبَارِ، لَا فِي أَثْنَاءِ الْمُجَالَسَةِ، وَثَانِيهِمَا أَنَّهُمْ يُصَافِحُونَ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَالْعَصْرِ، وَصَلَاةِ الْعِيدَيْنِ وَالْجُمُعَةِ، مَعَ أَنَّ مَشْرُوعِيَّةَ الْمُصَافِحَةِ أَيْضًا، إِنَّمَا هِيَ عِنْدَ أَوَّلِ الْمُتْلِقَةِ.

”ہمارے موجودہ زمانے میں اکثر علاقوں، خصوصاً دکن کے علاقوں، جو بدعتوں اور فتنوں کا گڑھ ہیں، میں دو کام رواج پا گئے ہیں، جن کو ترک کرنا ضروری ہے۔ ایک تو یہ کہ لوگ نماز فجر کے وقت مسجد میں داخل ہوتے ہوئے سلام نہیں کہتے، بلکہ داخل ہو کر سنتیں ادا کرتے ہیں، پھر فرض ادا کرنے اور اذکار کرنے کے بعد ایک دوسرے کو سلام کہتے ہیں۔ یہ ایک فتنہ امر ہے، کیونکہ سلام کہنا تو ملاقات کے وقت سنت ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے، نہ کہ مجلس کے دوران۔ دوسرے یہ کہ وہ نماز فجر وعصر، عیدین اور جمعہ کے بعد مصافحہ کرتے ہیں، حالانکہ مصافحہ بھی ملاقات کے شروع ہی میں سنت ہے۔“

(السعاية في الكشف عمّا في شرح الوقاية، ص: 264)

الحاصل :

نمازوں کے بعد مصافحہ کرنا بدعت ہے، شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں۔
دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بدعات سے محفوظ فرمائے اور سنت رسول کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

